سوال

(11) موئے مبارک کی زیارت کی حقیقت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

لاہور سے محمد بلال حماد لکھتے ہیں کہ آج کل اخبارات میں موئے مبارک کی زیارت کا بہت چرچا ہے اس کی کیا حقیقت ہے ؟ نیز مقتیان کرام کی طرف سے یہ فتویٰ بھی جاری ہوا ہے کہ جو آنکھ موئے مبارک کی زیارت کرے گی اس پر جہنم کی آگ کچھ اثر نہیں کرے گی اس فتوی کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو موئے مبارک کہا جاتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوبصورت بالوں کی منظر کشی بڑے دلکش انداز میں کی ہے ہم اس سلسلہ میں "آئینہ جمال نبوت "نامی کتاب کے الفاظ مستعار لے کر ہدیہ قارئین کرتے ہیں :

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک بڑے خوبصورت اور قدرے خمدار تھے ، نہ بالکل سیدھے اور نہ ہی زیادہ پیچدار، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں کنگھی کرتے تو ہلکی ہلکی لہریں بن جاتیں جیساکہ ریت کے ٹیلیے یا پانی کے تالاب میں ہواچلنے سے لہریں ابھر آتی ہیں اور جب کچھ دن کنگھی نہ کرتے تو آپس میں مل کر انگوٹھی کی طرح حلقوں کی شکل اختیار کرلیتے، پہلے پہل اپنے بالوں میں کنگھی کرکے انہیں پیشانی میں کھلے چھوڑدیتے تھے ، پھر جب حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے سر کے بالوں میں مانگ نکال کر تشریف لائے تو آپ نے بھی مانگ نکالنا شروع کردی ، آپ کے بال کانوں کی لوتک ہوتے ، بعض اوقات کندھوں تک پہنچ جاتے ، کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ آپ بالوں کی مینڈھیاں بنالیتے، پھر دایاں کان دونوں گیسوؤں کے درمیان اسی طرح بایاں کان بھی دونوں گیسوؤں کے درمیان بڑاحسین اور خوشنما منظر پیش کرتا، ایسا معلوم ہوتا کہ گھنے سیاہ بالوں کے درمیان خوبصورت کان چمکدار ستاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں ۔'' (دلائل النبوۃ :1/298)

(1)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں اپنے اللہ کے حضور چار دفعہ ان خوبصورت بالوں کا نذرانہ پیش کیا اور صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضرت خراش بن امیہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی استرے سے حجامت کی ،جبکہ آپ عمرے کا احرام باندھے ہوئے تھے ۔

(2)اگلے سال عمرۃ القضاء کے موقع پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کا قصر کیا ۔

(3) عمرہ جعرانہ سے فراغت کے بعد ابوہند رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کا قصر کیا ۔

(4) حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمی جمار سے فارغ ہوئے تو آپ نے قربانی کی، پھر حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے موئے مبارک کو استرے سے صاف کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک سے کس قدر محبت اور عقیدت تھی اس کا اندازہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ایک بیان سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے فرماتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ حجام آپ کے سر مبارک کے بال صاف کر رہا تھا اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے گرد تھے وہ چاہتے تھے کہ آپ کا کوئی بھی بال زمین پر گرنے کے بجائے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرے۔'' (صحیح مسلم: کتاب الفضائل)

بلکہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان اس سے بھی زیادہ حیران کن ہے کیونکہ آپ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ وہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت کو بایں الفاظ بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمین پر گرنے والے پانی کو لینے کے لئے دوڑ پڑتے ہیں جب آپ لعاب دھن تھوکتے تو جلدی سے ہاتھوں اور چہرے پر مل لیتے ہیں اور جب کبھی آپ کا موئے مبارک گرتا ہے تو اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں۔'' (مسند احمد: 4/324)

یہ عجیب اتفاق ہے کہ آپ کے موئے مبارک سے اس قدر محبت و عقیدت کے باوجود کتب حدیث میں صرف دو ایسی خواتین کا ذکر ملتا ہے جنھوں نے خاص طور پر آپ کے موئے مبارک کو محفوظ رکھنے کا اہتمام فرمایا، ایک ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور دوسری حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ: " صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہ کا بیان بایں الفاظ نقل ہوا ہے کہ مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک دکھائے تھے۔ (حدیث نمبر: 5898)

اس کی مزید تفصیل صحیح بخاری میں نقل ہوئی ہے کہ مجھے (عبداللہ بن موہب) میرے گھر والوں نے پانی کا ایک پیالہ دے کر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کیونکہ ان کے پاس ایک خوبصورت چاندی کی ڈبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک محفوظ تھے، آپ پانی میں انہیں ڈال کر ہلاتیں پھر وہ پانی نظر بد یا بخار والے مریض کو پلا یا جاتا، میں نے اس وقت ڈبیہ میں سرخ رنگ کے موئے مبارک دیکھے تھے۔ (حدیث نمبر: 5896)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ موئے مبارک کب اور کیسے حاصل کیے؟ حدیث یا تاریخ کی کتابوں میں اس کے متعلق کوئی صراحت نہیں ہے، البتہ ہمیں خارجی قرائن سے اس معمہ کو حل کرنا ہوگا۔ مکہ مکرمہ سے ہجرت کے بعد مشرکین نے مسلمانوں پر مسجد حرام کے دروازے بند کر رکھے تھے ہجرت کے چھٹے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب آیا کہ آپ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد حرام میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کا طواف کیا، پھر آپ کو دکھایا گیا کہ کچھ لوگوں نے سر کے بال منڈوائے اور کچھ نے ہلکے کرائے، جب آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس خواب کی اطلاع دی تو وہ بہت خوش ہوئے کہ اس سال کے مکہ میں داخلہ نصیب ہوگا اور ہم عمرہ کریں گے، چنانچہ آپ یکم ذوالقعدہ 6/ہجری سوموار کے دن پندرہ سو جاں نثاروں سمیت مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے، آپ کے ہمراہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، حدیبیہ کے مقام پر پتہ چلا کہ مشرکین اس سال عمرہ نہیں کرنے دیں گے، چنانچہ ایک معاہدہ طے پایا جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے، اس میں بظاہر نا روا شرائط بھی تھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت پریشان، غمناک اور کبیدہ خاطر ہوئے کہ ہم اس سال عمرہ نہیں کر سکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب معاہدہ صلح سے فارغ ہوئے تو فرمایا: " اٹھو! اور اپنے جانور قربان کر دو لیکن پریشانی کی وجہ سے آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی نہ اٹھا، آپ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی مگر پھر بھی کوئی بھی نہ اٹھا تو آپ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور لوگوں کے طرز عمل کا ذکر فرمایا، ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بہت زیرک، صاحب بصیرت، دانا اور عقل مند خاتون تھیں، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ ایسا چاہتے ہیں تو آپ باہر تشریف لے جائیں اور کسی سے کچھ کہے بغیر خاموشی کے ساتھ اپنا جانور ذبح کر دیں اور حجام کو بلا کر اپنا سر منڈوالیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد باہر تشریف لائے، قربانی کا جانور ذبح کیا اور خراش رضی اللہ عنہ بن امیہ کو بلا کر اپنا سر منڈوا لیا، جب لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو سب کے سب اپنی قربانی کرنے اور سر منڈوانے میں مشغول ہو گئے، جلدی جلدی تعمیل حکم سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ فرط غم کی وجہ سے ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے۔ (صحیح بخاری: الشروط)

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو موئے مبارک محفوظ تھے وہ یہی تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار اس موقع پر بہت پریشان اور کبیدہ خاطر تھے انہیں آپ کے موئے مبارک کو محفوظ رکھنے کا خیال تک نہ آیا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے آثار شریفہ اور تبرکات سے خصوصی لگاؤ تھا جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعہ سے معلوم ہوتا ہے مقام جعرانہ پر تقسیم غنائم کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا کہ آپ میرا وعدہ کب پورا کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تجھے بشارت ہو۔" اعرابی کچھ جلد باز تھا اسے یہ بات اچھی نہ لگی، آپ اس کی ناگواری دیکھ کر ناراض ہوئے اور بحالت غصہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کہ اس نے میری بشارت کو مسترد کردیا ہے، اب تم اسے قبول کرلو۔ اس کے بعد آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا، اس میں چہرا اور ہاتھ دھوئے اور اس میں کلی کی پھر فرمایا؛ "کہ تم اس سے کچھ پانی نوش کرلو اور کچھ اپنے چہرے پر چھڑک لو اس کے بعد انہوں نے پیالہ لیا اور آپ کی ہدایت پر عمل کیا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے آواز دی کہا: اس بابرکت پانی سے اپنی ماں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کےلئے کچھ بچا رکھنا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کےلئے بھی پانی بچا لیا۔ (صحیح بخاری: کتاب المغازی، غزوۃ الطائف)

دوسری خاتون جنہوں نے آپ کے موئے مبارک کو محفوظ کیا تھا وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ہیں، انہیں بھی آپ کے تبرکات سے خصوصاً لگاؤ تھا، چنانچہ ایک دفعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے گھر تشریف لائے اور مشکیزے سے منہ لگا کر پانی نوش فرمایا تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کا وہ حصہ کاٹ کر رکھ لیا تھا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک لگے تھے۔ (مسند احمد: 3/119)

اسی طرح آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک جمع کرتیں اور اسے خوشبو میں ملاتیں جس سے خوشبو کی مہک دوچند ہوجاتی۔ (صحیح مسلم کتاب الفضائل) جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سلمانی سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عنایت ہوئے تھے یہ سن کر حضرت عبیدہ سلمانی کہنے لگے کہ کاش کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک بال ہوتا جو میرے نزدیک دنیا اور اس کے خزانوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ (صحیح بخاری: حدیث نمبر 170)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنا سر منڈوایا تو پہلے پہلے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ (حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر نامدار) تھے جنہوں نے آپ کے موئے مبارک حاصل کئے۔ (صحیح بخاری: حدیث نمبر 171)

اس کی کچھ تفصیل اس طرح ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر دسویں تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی پھر حجام کو بلایا اور دائیں جانب کے بال صاف کرکے لوگوں میں ایک ایک یا دو دو تقسیم کردیئے، پھر بائیں جانب کے بال اتار کر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیئے۔ (صحیح مسلم: باب بیان ان السنۃ یوم النحر)

دیگر روایات میں مزید تفصیل بھی ہے کہ حضرت ابو طلحہ نے موئے مبارک کب اور کیسے حاصل کئے اور پھر کسے دے دیئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر رمی کرنے کے بعد قربانی کی، پھر حجامت بنوائی اپنے سر کے تمام بال حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیئے اور فرمایا: کہ دائیں جانب کے بال لوگوں میں تقسیم کردو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یہ بال اپنی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دے دو، چنانچہ انہوں نے ایسا کیا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ان بالوں کو دھوتیں اور اس پانی کو خوشبو میں ملا تیں جس سے خوشبو تیز ہوجاتی۔ (مسند امام احمد: 1450)

بعض روایات میں ہے کہ وہ بخار والے مریض کو پانی پلاتیں تو صحت مند ہوجاتا (مسند امام احمد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی حقیقت بیان کرنے کے بعد ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ اس وقت آپ کے موئے مبارک موجود ہیں یا لوگوں کے جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کےلئے صرف دعویٰ کی حد تک اسے شہرت دی جاتی ہے لیکن مسئلہ زیر بحث کی نزاکت کے پیش نظر ہم یہ وضاحت کردینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ آپ کے موئے مبارک اگر آج حقیقتاً موجود ہیں تو ان میں خیر و برکت کا پہلو بدرجہ اتم موجود ہے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں کوئی کمی نہیں آسکتی، جیسا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موئے مبارک تھے جو انہیں فضل بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ کے کسی لڑکے نے عنایت فرمائے تھے، آپ ان بالوں کو بوسہ دیتے، آنکھوں پر لگاتے اور پانی میں بھگو کر شفا کے طور پر اس پانی کو نوش کرتے، جن دنوں آپ پر آزمائش آئی اس وقت وہ آپ کی آستین میں رکھے ہوئے تھے، بعض لوگوں نے آپ کی آستین سے موئے مبارک نکالنے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے۔ (سیر اعلام النبلاء: 11/250)

اس کے علاوہ بھی متعدد آثار وواقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کے بعد بھی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار شریفہ اور موئے مبارک سے تبرک لیتے تھے، اگرچہ اکثر واقعات صحیح نہیں ہیں بلکہ وہ غلط طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں، اس وقت آپ کے موئے مبارک کی موجودگی کا جائزہ لینے کے لئے مندرجہ ذیل حقائق کو پیش نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

(1) حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت جائیداد کے طور پر نہ کوئی درہم و دینار چھوڑا اور نہ ہی کوئی لونڈی غلام آپ کا ترکہ بنا، صرف آپ کی سفید خچر، کچھ ہتھیار اور تھوڑی سی زمین تھی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں ہی صدقہ کر دیا تھا۔ (صحیح بخاری، کتاب الوصایا)

اس کا مطلب یہ ہے کہ وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی اشیاء بہت کم تعداد میں موجود تھیں۔

(2) وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے آثار شریفہ اور تبرک معدوم ہوگئے یا جنگوں اور فتنوں کی نذر ہو کر ضائع ہوگئے جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔

(الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی تھی جسے آپ پہنتے تھے آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے استعمال کرتے تھے، ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس رہی، بالآخر بئر اریس میں گر گئی اور تلاش بسیار کے باوجود وہ نہ مل سکی۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس)

(ب) عباسی دور کے آخر میں جب تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رداء اور چھڑی جس سے آپ کھجلی کیا کرتے تھے ہنگاموں کی نذر ہوگئی۔ یہ سن (656) کے واقعات ہیں۔

(ج) دمشق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب پاپوش مبارک بھی نویں ہجری کے آغاز میں فتنہ تیمور لنگ کے وقت ضائع ہوگئی۔

(د) آپ کے آثار شریفہ کے فقدان کی ایک وجہ یہ تھی کہ جس خوش قسمت انسان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نشانی مبارک تھی، اس نے وصیت کر دی کہ اسے قبر میں اس کے ساتھ ہی دفن کر دیا جائے۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک عورت نے اپنے ہاتھوں سے چادر تیار کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور تحفہ پیش کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول کرتے ہوئے زیب تن فرمایا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس خواہش کے پیش نظر کہ وہ چادر آپ کا کفن ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ لی۔ چنانچہ وہی چادر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا کفن بنی۔ (صحیح بخاری: کتاب الجنائز)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قمیص مبارک رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو پہنایا تاکہ اس کے بیٹے کی حوصلہ افزائی ہو شاید اس کی بخشش کا کوئی ذریعہ بن جائے، وہ قمیص بھی قبر میں بطور کفن دفن کر دی گئی جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چند موئے مبارک تھے تو آپ نے وصیت کر دی تھی کہ انہیں قبر میں ان کے ساتھ ہی دفن کر دیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (سیر اعلام النبلاء: 11/337)

اسلامی ممالک کے متعدد شہروں سے اخبارات میں یہ خبریں آتی ہیں کہ ان کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں مثلاً ترکی کے دار الحکومت استنبول میں کسی نے دعویٰ کیا کہ اس کے پاس 43 موئے مبارک تھے، ان میں سے 25 بال ہدیہ کے طور پر مختلف سربراہوں کو دے دیئے گئے ہیں اور اس کے پاس 18 بال موجود ہیں، ہمارے ہاں پچھلے دنوں جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم کی طرف سے اخبارات میں یہ دعویٰ شائع ہوا تھا کہ ان کے پاس بھی موئے مبارک ہیں جنہیں بہترین عطر سے غسل دیا جاتا ہے، نیز خواتین و حضرات درود شریف کا ورد کرتے ہوئے ان کی زیارت کرتے ہیں، انہوں نے یہ فتویٰ بھی دیا کہ جو آنکھ ان موئے مبارک کی زیارت کرے گی اس پر جہنم کی آگ کچھ اثر نہیں کرے گی، انہوں نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ یہ موئے مبارک سعودیہ کے فرمانروا ملک عبدالعزیز مرحوم نے اپنے ایک ہندوستانی معالج حکیم نابینا دلی والے کو تبرکاً دیئے تھے، الی آخرہ۔

رمضان المبارک کی ستائیسویں اور شعبان المعظم کی پندرھویں رات کو ان بالوں کی زیارت کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ سب بلا دلیل دعوے ہیں، سعودی حکومت اور پاکستان میں سعودی سفارت خانہ سے اس تمام خود ساختہ پلندے کے جھوٹ ہونے کی تصدیق کی جا سکتی ہے، پھر اس فتویٰ کی بھی کوئی شرعی حیثیت نہیں بلکہ لوگوں کو بے عمل بنانے

کےلئے ایک مؤثر تحریک ہے، شریعت مطہرہ میں صرف دو قسم کی آنکھیں ہیں جن پر جہنم کی آگ حرام ہے۔

(1) وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیا ہو۔

(2) وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے اشکبار ہوئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار شریفہ اگر صحیح ہوں تو ان سے دو شرائط کے ساتھ تبرک لیا جاسکتا ہے:

(1) تبرک لینے والا شرعی عقیدہ اور اچھے کردار کا حامل ہو جو شخص سچا مسلمان نہیں اسے اللہ تعالیٰ اس قسم کے تبرکات کا کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گے۔

(2) جو شخص تبرک حاصل کرنا چاہتا ہو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی آثار شریفہ میں سے کوئی شے حاصل ہو اور پھر وہ اسے استعمال بھی کرے، محض دیکھ لینے سے کوئی فائدہ نہیں ملے گا، ہم مذکورہ حقائق کی روشنی میں علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں بالوں اور اسی طرح کی دیگر اشیاء میں سے کچھ بھی باقی نہیں ہے اور نہ ہی کسی کے بس میں ہے کہ وہ قطعی اور یقینی طور پر یہ ثابت کرسکے کہ فلاں چیز واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جب صورت حال یہ ہے تو پھر ان موئے مبارک کے ساتھ عملی طور پر تبرک تو ہمارے اس دور میں ممکن نہیں۔

آخر میں ہم اس امر کی وضاحت کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے اگرچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ کے آثار شریفہ سے تبرک حاصل کیا اور آپ کے لعاب دھن کو اپنے چہروں اور جسموں پر ملا اور آپ نے انہیں منع نہیں فرمایا، ایسا کرنا جنگی حالات کے پیش نظر انتہائی ضروری تھا مقصد یہ تھا کہ کفار قریش کو ڈرایا جائے اور ان کے سامنے اس بات کا اظہار کیا جائے کہ مسلمانوں کا اپنے راہبر اور راہنما سے تعلق کس قدر مضبوط ہے، انہیں اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر والہانہ عقیدت و محبت ہے، وہ آپ کی خدمت میں کس قدر فنا ہیں اور وہ کس کس انداز سے آپ کی تعظیم بجالاتے ہیں لیکن اس کے باوجود اس حقیقت سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اسے چھپایا جاسکتا ہے کہ اس صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے حکیمانہ انداز میں اور لطیف اسلوب کے ساتھ مسلمانوں کی توجہ اعمال صالحہ کی طرف مبذول کرنے کی کوشش فرمائی جو اس قسم کے تبرکات کو اختیار کرنے سے کہیں بہتر ہیں۔ مندرجہ ذیل حدیث اس سلسلہ میں ہماری مکمل راہنمائی کرتی ہے:

"حضرت عبد الرحمن بن ابو قراد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن وضو فرمایا، آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے آپ کے وضو کے پانی کو اپنے جسموں پر ملنا شروع کردیا، آپ نے دریافت فرمایا: کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے پیش نظر ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جسے یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے یا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرے تو اسے چاہیے کہ بات کرتے ہوئے سچ بولے، اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرے اور اپنے پڑوسیوں سے حسن سلوک کا مظاہرہ کرے۔ (الاحادیث الصحیحہ: نمبر 6/998)

مختصر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل تبرک یہ ہے کہ جو کچھ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ کی طرف سے ملا ہے اس پر عمل کیا جائے اور آپ کی صورت و سیرت کی اتباع کی جائے، اس دنیا و آخرت کی خیر و برکات سے ہم مشرف ہوں گے جیسا کہ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اہل مدینہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کی وجہ سے دنیا و آخرت کی سعادت سے بہرہ ور کیا گیا بلکہ ہر مؤمن جسے اس برکت کی بدولت ایمان نصیب ہوا، اسے اللہ کے ہاں اتنی بھلائیوں سے نوازا جائے گا جس کی قدر و قیمت کو وہی جانتا ہے۔ (مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ 11: 113)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:42